

صاف صاف بات کہتا ہوں تو سخنورانِ کامل کی نا فہمی اور کُند ذہنی ظاہر کرنی پڑتی ہے۔
اگر صاف صاف نہ کہوں تو خود ملزم ٹھہرتا ہوں۔ یہ دونوں طرح مشکل ہے۔



بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے، دال
ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال
یہ شاہ پسند دال، بے بحث و جدال
ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال

لغات : شاہِ جم جاہ : وہ بادشاہ، جسے جمشید کا جاؤ جلال حاصل ہے
دال : پہلے مصرع کے آخر میں اس کے معنی اُس دال کے ہیں، جو کھائی
جاتی ہے، دوسرے مصرع کے آخر میں جو دال ہے، اس کے معنی ہیں دلالت
کرنے والا، چوتھے مصرع کے آخر میں دال سے مراد حرفِ دال ہے۔
”شاہِ پسند یا بادشاہِ پسند“ مونگ کی دال شاہی مطبخ میں ایک خاص طریق پر
پکتی تھی، اس کا نام شاہِ پسند یا بادشاہِ پسند ٹھہر گیا تھا، کیونکہ وہ بہادر شاہ کو
بھی بہت مرغوب تھی۔

یہی دال بادشاہ وقتاً فوقتاً بہ طور عطیہ مختلف مصاحبوں کو بھیجا کرتے تھے۔
مرزا کو بھیجی گئی تو انھوں نے شکریے میں یہ رباعی کہی۔ اور بادشاہ کی خدمت
میں پیش کی۔

شرح : جمشید جیسے جاہ و جلال والے بادشاہ نے مجھے دال
بھیجی ہے۔ یہ شہنشاہ کے لطف و کرم اور نوازش و عنایات پر دلالت کرتی ہے،
یعنی اس سے پتا چل جاتا ہے کہ حضور والا مجھ پر کس قدر لطف و عنایت فراتے ہیں